***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
*Print ISSN: 3006-1296*Online ISSN: *3006-130X*
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of Anwar Sheikh's Objections on the Holy Qur'ān

قرآن کے حوالے سے انور شیخ کے اعتراضات: ایک تحقیقی جائزہ

Dr. Syed Toqeer Abbas
Principal, Govt. High School Lakhodair Lahore Cantt
toqeerlakhodair@gmail.com
Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Green International University, Lahore
dr.riaz@giu.edu.pk
Dr Muhammad Adnan Faisal
Senior Visiting Faculty, Government College University, Lahore
Adnanfaysal@outlook.com.
https://orcid.org/0000-0002-0911-4325

Abstract
Anwar Shaikh (1928–2006) was an outrageous critique of Islam with his special focus on the divine and revelational origin, literary coherence, and moral framework of the Holy Quran. This article presents a descriptive, analytical, and critical review of Shaikh's mostly highlighted objections against the Quranic origin. Shaikh's critique revolves around the allegations of human authorship, and emphatically allege of borrowings from Judeo-Christian and pre-Islamic Arabian traditions, contextual misinterpretations of verses related to jihad and warfare, and claims that Quranic universalism is the outcome of Arab ethno-cultural hegemony. Employing classical and contemporary Islamic hermeneutics, like Usul al-Tafsir, contextual analysis like Asbab al-Nuzul, and linguistic evaluation, this study critically examines the validity of his tempestuous attacks. The findings reveal that Shaikh's arguments are devoid of basic and profound type of literacy of revelation. Drawing logic and reasoning from the verses from the holy Quran within their comprehensive legal and socio-historical frameworks, this paper elaborates the scientific coherence of the Quran, offering an objective scholarly rebuttal to Shaikh's polemical discourse.

Keywords: Anwar Shaikh, Holy Quran, Quranic Sciences, Islamic Hermeneutics, Objections, Textual Criticism, Polemical Discourse.

انور شیخ: مختصر تعارف

انور شیخ 1928ء میں گجرات کے ایک کشمیری نژاد خاندان میں پیدا ہوا۔ اُس کے آباؤاجداد ابتدا میں ہندو مذہب سے وابستہ تھے، بعد ازاں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلامی تقویم کے مطابق انور شیخ کی پیدائش یومِ حج پر ہوئی، اسی مناسبت سے اُس کے اہلِ خانہ محبت سے اُسے "حاجی" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اُس کے والدین نہایت دیندار اور مذہب سے گہری وابستگی رکھنے والے مسلمان تھے۔ والدہ نے قرآنِ کریم کا کافی حصہ زبانی یاد کر رکھا تھا جبکہ دادا بھی مذہبی رجحان رکھتے تھے۔ اُس کے دادا کے چھوٹے بھائی مقامی مسجد میں امام و خطیب کے فرائض انجام دیتے تھے اور ابتدائی تعلیم کے دوران انور شیخ نے انہی سے عربی زبان سیکھی۔ 1946ء میں اُس نے میٹرک کا امتحان مکمل کیا جس کے بعد اُس نے باقاعدہ طور پر اسلامیات کی تعلیم حاصل کی۔ انور شیخ نے بخاری، مسلم اور ابنِ ماجہ جیسی معروف کتبِ حدیث کے ساتھ ساتھ عرب تہذیب، اسلامی تاریخ، اور تفسیرِ قرآن کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔

برصغیر کی تقسیم کے ایام میں انور شیخ نے اپنے چند مسلم رفقاء کے ساتھ مل کر فسادات میں شرکت کی جس دوران اُس سے سکھ برادری کے بعض افراد کے قتل کا ارتکاب بھی ہوا۔ یہ خونریز واقعات اُس زمانے کے سیاسی اور سماجی انتشار کا نتیجہ تھے جن میں لوٹ مار اور قتل و غارت دونوں جانب سے کی گئی۔ تاہم، انور شیخ نے بعد ازاں اس صورتِ حال کی غلط تعبیر پیش کی اور اسے "اسلامی جہاد" سے منسلک کر کے مسلمانوں کے طرزِ عمل کو غلط طور پر بدنام کیا۔[1]

انور شیخ نے اپنے کیریئر کا آغاز لاہور میں بطورِ اسکول ہیڈ ماسٹر اور بعد ازاں ریلوے اکاؤنٹس کلرک کے طور پر کیا۔ 1956ء میں وہ انگلینڈ کے شہر ویلز (Wales) منتقل ہوا، جہاں اُس نے ایک برطانوی خاتون سے شادی کی۔ وہیں اُس نے اسلام کا تنقیدی مطالعہ شروع کیا، تاہم مذہبی علوم کی گہرائی سے ناواقفیت اور یک طرفہ مطالعے کے باعث وہ بتدریج اسلام سے بدظن ہوتا گیا۔ یہی کیفیت بالآخر اُس کے فکری انحراف اور ارتداد کا نقطۂ آغاز بنی۔[2] ویلز میں قیام کے دوران انور شیخ نے اپنی تحقیقی سرگرمیوں کے سلسلے میں رگ وید کا مطالعہ کیا جس سے وہ گہرے طور پر متاثر ہوا اور بالآخر ہندو مذہب اختیار کر لیا۔ مذہب کی تبدیلی کے بعد اُس نے اپنا نام محمد انور شیخ سے بدل کر انیرُودھ گیان شیخ رکھ لیا۔ 1995ء میں اُس کی کتاب Islam: The Arab National Movement کی اشاعت کے بعد پاکستان میں شدید ردِّ عمل دیکھنے میں آیا۔ علمائے کرام نے اُس کے خیالات کو صریحاً الحاد اور ارتداد قرار دیتے ہوئے نہ صرف اُس کے خلاف ارتداد کا فتوٰی جاری کیا بلکہ اسے سزائے موت دینے کا مطالبہ بھی کیا۔[3] برطانوی مصنف ڈینیئل پائپس (Daniel Pipes) کے مطابق پاکستان کے بعض اخبارات میں مسلم علماء نے انور شیخ کی برطانیہ سے حوالگی کا مطالبہ کیا اور یہ اعلان کیا کہ اگر انور شیخ کو حوالے نہ کیا گیا تو اس طرح کے مزید تنازعات جن میں کفر یا توہینِ مذہب کے عناصر شامل ہوں رونما ہو سکتے ہیں اور ایسی صورتِ حال میں کئی سلمان رُشدی پیدا ہوں گے۔[4]

انگلستان پہنچنے کے بعد انور شیخ نے ابتدائی تین برس تک بس کنڈکٹر کے طور پر کام کیا۔ بعد ازاں اُس نے پراپرٹی کے کاروبار کا آغاز کیا جو تقریباً پچیس برس تک کامیابی سے جاری رہا۔[5] چند سال بعد انور شیخ نے "لبرٹی" کے عنوان سے ایک رسالے کا اجرا کیا جو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس مجلے میں اُردو شاعری کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد و تعلیمات پر تنقیدی مضامین بھی شامل کیے جاتے تھے جو انور کے فکری رجحانات اور ذہنی تبدیلی کی واضح عکاسی کرتے تھے۔[6] اپنی تحریروں میں اُس نے وحی کی حقیقت کو چیلنج کرتے ہوئے قرآن کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کا انکار کیا۔ اس کے علاوہ توحید، حضور ﷺ کی رسالت، اسلامی تاریخ، تصوف اور دیگر اسلامی تعلیمات پر اعتراضات کئے۔ اسلام کے خلاف اُس کی چند مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں؛

1. Islam: The Arab National Movement
2. Islam: The Arab Imperialism
3. The Vedic Civilization
4. Islam: Sex & Violence
5. Islam and Human Rights
6. This is Jehad
7. Faith and Deception

---

1 Murray, Douglas, Victims of Intimidation: Freedom of Speech Within Europe's Muslim Communities, The Center for Social Cohesion, 2008, p.65
2 Ibid, pp.65-66
3 Ibid, p.65
4 Pipes, Daniel, The Rushdie Affair: The Novel, The Ayatollah and the West, UK, Taylor & Francis Group, 2003, p.283
5 Shaikh, Anwar, The Autobiography of an Apostate: Institution for the Secularization of Islamic Society, http://iranscope.ghandchi.com/Anthology/Islam/anwarsheikh.htm
6 Murray, Victims of Intimidation: Freedom of Speech Within Europe's Muslim Communities, p.66

8. Islam and Terrorism

قرآن پر انور کے اعتراضات

ابتدائے اسلام ہی سے اہلِ مکّہ نے قرآنِ مجید کی الوہیت پر اعتراضات اٹھائے اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام نہیں بلکہ ایک انسانی تصنیف ہے۔ اس الزام کے ردِّ عمل میں خود اللہ ربّ العزّت نے تمام بنی نوعِ انسان کو کھلا چیلنج دیا کہ اگر قرآن واقعی انسانی تصنیف ہے تو اس کی مثل ایک صحیفہ یا کلام تیار کر کے دکھایا جائے لیکن چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود کلامِ الٰہی کے مقابلے میں کوئی بھی کتاب نہ لا سکا۔[7] بعد ازاں، مستشرقین نے قرآنِ کریم کی تدوین اور حفاظت کے حوالے سے مختلف نوعیت کے مباحث اٹھائے اور متعدد اعتراضات پیش کیے۔ انہی فکری و تنقیدی کوششوں کے زیرِ اثر انور شیخ نے بھی قرآنِ مجید پر مختلف الزامات اور شبہات عائد کیے جن میں سے چند نمایاں درج ذیل ہیں۔

وحی پر اعتراضات

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوّا کو زمین پر بھیجا تو اُنہیں ارشاد فرمایا" جاؤ زمین پر، وہاں تمہیں میری ہدایت ملتی رہے گی۔"[8] اسلامی عقیدے کے مطابق وحی کا نزول صرف انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ یہی وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی شریعت، احکام، اور ہدایت انسانوں تک پہنچانے کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ یہ تصورِ وحی محض اسلامی روایت تک محدود نہیں بلکہ بائبل اور دیگر الہامی صحائف میں بھی اس کی جڑیں واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہیں جہاں خدا اپنے منتخب پیغمبروں کے ذریعے انسانیت کو ہدایت اور قانون عطا کرتا ہے۔ اس طرح وحی کا تسلسل ابراہیمی مذاہب میں ایک مشترکہ عقیدہ کے طور پر نمایاں ہے۔[9]

انور شیخ کا مؤقف یہ ہے کہ وحی بنیادی طور پر سامی مذاہب میں ایک مفروضہ یا مصنوعی تصور ہے جسے انبیاء نے اپنے مذہبی اور سماجی مقام و مرتبے کو مستحکم کرنے کے لیے استعمال کیا۔ اُس کے نزدیک اگر ہم موسیٰ، عیسیٰ اور حضرت محمد صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات اور زندگیوں کا تاریخی و تنقیدی جائزہ لیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ہستیاں بنیادی طور پر انسانی صفات کی حامل تھیں، تاہم ان میں ایک مشترکہ رجحان پایا جاتا تھا۔ وہ وحی کے تصور کو استعمال کر کے اپنی خدائی حیثیت یا روحانی اقتدار کو مشروع بنانے کے خواہاں تھے۔ انور کا یہ مؤقف نہ صرف اسلامی تعلیمات بلکہ بائبل کی تعلیمات کے بھی منافی ہے کیونکہ دونوں میں وحی کو الہامی اور حقیقی ذریعہ علم کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔[10] وہ لکھتا ہے:

> *"A closer study of the doctrine of revelation shows that a prophet has two ambitions: personal and national. Personally, he desperately wants to be loved and worshipped as God but without being called so."*[11]
>
> وحی کے عقیدے کا قریب سے مطالعہ اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ ایک نبی کی دو خواہشات ہوتی ہیں: ایک ذاتی اور دوسری قومی۔ ذاتی طور پر وہ اس بات کی شدید

---

[7] القرآن، 3:57

[8] القرآن، 38:2

[9] 2 تِمُوتھِیُس، 16:3

[10] Shaikh, Anwar, Eternity, Cardiff, UK, Principality Publishers, 1990, p.19

[11] Shaikh, Anwar, Islam: The Arab National Movement, Cardiff, UK, Principality Publishers 1995, p.8

تمنا رکھتا ہے کہ لوگ اسے محبت کریں اور اس کی پرستش کریں لیکن بظاہر اُسے خدا نہ کہا جائے۔

کیا انور کا یہ دعویٰ درست ہے؟ کیا حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کبھی اپنی الوہیت کا دعویٰ کیا؟ قرآن میں ان کی جانب سے کسی قسم کی الوہیت کی نسبت کا معمولی سا بھی اشارہ نہیں ملتا۔ بلکہ بائبل میں بھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو خدا کے بندے اور پیغمبر کے طور پر ہی پیش کیا گیا ہے۔[12] اس کے باوجود انور نے انبیائے کرام پر یہ الزام عائد کیا کہ انہوں نے وحی کو محض ایک ذریعہ بنایا تاکہ وہ لوگوں میں اعلیٰ و برتر مقام حاصل کر سکیں۔

اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق، انسانیت کی رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً احکام نازل کیے گئے جو کبھی مکمل کتب اور کبھی مختصر صحیفوں کی صورت میں سامنے آئے۔ اصطلاحی طور پر ان نازل شدہ احکام کو "وحی" کہا جاتا ہے۔ یہی تصور ہندو مت میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہندو مذہب میں بڑی تعداد میں ایسے متون موجود ہیں جنہیں ہندو اس عقیدے کے ساتھ مانتے ہیں کہ یہ انسانی تصنیف نہیں بلکہ "رِشیوں" نے انہیں سنا اور بعد میں انہیں تحریر کی گیا۔ سنسکرت کا لفظ "شروتی (Shruti)" "اُن ابتدائی اور معتبر مذہبی متون کے مجموعے کے لیے بولا جاتا ہے جن میں ہندو مت کا مرکزی صحیفہ شامل ہے۔ اس مجموعے میں چار وید (Vedas) شامل ہیں جو اپنے اندر چار مختلف اقسام کے متون رکھتے ہیں۔ نیز ابتدائی اُپنشد بھی انہی میں شمار ہوتے ہیں۔[13] "شروتی" کو کہیں "وحی" اور کہیں "ازلی ادب" قرار دیا گیا ہے جسے قدیم رِشیوں نے جمع کیا۔[14] تاہم خود شروتی متون میں یہ بات مذکور ہے کہ اِنہیں رِشیوں نے تخلیقی الہام کے بعد بڑی مہارت سے مرتب کیا، بالکل اسی طرح جیسے کوئی بڑھئی ایک رتھ تیار کرتا ہے۔[15]

ایک اور مقام پر انور شیخ تحریر کرتا ہے کہ وحی محض ایک آلہ ہے جس کے ذریعے لوگوں کو ایک قوم کی صورت میں جمع کیا جاتا ہے اور ان پر غلبہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق جو شخص نبوت کے ذریعے اقتدار و غلبہ چاہتا ہے وہ وحی کو بطور آلے کے استعمال کر کے اپنا ایک خدا تراش لیتا ہے اور جب دوسرا کوئی شخص نبی یا مسیحا بننے کی آرزو کرتا ہے تو اُسے اپنے مدِ مقابل کے خدا کو منہدم کر کے ایک نئے خدا کا تصور قائم کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنی نبوت کو ثابت کر سکے اور وحی کے اس آلے کو بروئے کار لا سکے۔[16]

انور نے یہ دلیل دیتے ہوئے غلطی کی ہے کہ انبیاء کے احکام اور شریعت ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ دراصل وحی کا مقصد شریعت کے قوانین و ضوابط کی تشکیل ہے اور یہ ترتیب انسانی معاشرتی عادات کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ عوام کے رہن سہن، رسم و رواج اور عادات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وحی کا اصل مقصد ان رسومات اور رواج کو ختم کرنا ہے جو دنیا و آخرت دونوں کے لیے نقصان دہ ہوں اور ایسے اعمال متعارف کرانا ہے جو زمانے کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔ اگرچہ انبیاء کی تعلیمات بعض پہلوؤں میں ایک

[12] خروج، 9:3-17؛ انجیل مرقس، 37:9؛ انجیل لوقا، 18:4؛ انجیل یوحنا، 36:5-37، 21:20

[13] Flaherty, Wendy Doniger, Textual Sources for the Study of Hinduism, Manchester University Press, 1988, pp.2-3

[14] James, 'Shruti', The Illustrated Encyclopedia of Hinduism, New York, Rosen Publishing, 2002, vol.2, p.645

[15] Scharfe, Hartmut, Handbook of Oriental Studies: Education in Ancient India, Netherland, Brill, 2002, pp.13-14

[16] Shaikh, Islam: The Arab National Movement, p.12

دوسرے سے مختلف ہو سکتی ہیں لیکن ان کے بنیادی عقائد ہمیشہ یکساں رہے ہیں۔ انور نے اس فرق کو نہ سمجھنے کے باعث غلط استدلال کیا اور یہ سمجھ بیٹھا کہ ہر نبی نے وحی کو استعمال کر کے اپنے طور پر خدا کا الگ تصور پیش کیا، حالانکہ یہ بات بالکل بھی درست نہیں ہے۔

حضرت عمر کی خواہش پر قرآن کا نزول

انور شیخ کا اگلا اعتراض یہ ہے کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ پچاس سے زائد آیات تو حضرت عمر کی رائے اور خواہش پر نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ وہ یہ استدلال کرتا ہے کہ قرآن کو خدا کا نہیں بلکہ انسان کا کلام قرار دینا چاہیے۔ وہ لکھتا ہے

> *"According to the Muslim scholars, there are some fifty occasions when Omar's thoughts, opinions and suggestions were confirmed by Allah in His revelations and afterwards formed part of the Koran, yet Muslims insist that this is a book from Allah."*[17]
>
> مسلم علماء کے نزدیک ایسے تقریباً پچاس مواقع آئے جب حضرت عمر کے خیالات، آراء اور تجاویز کی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعے تصدیق فرمائی اور بعد ازاں وہ قرآن کا حصہ بن گئے۔ اس کے باوجود مسلمان اس بات پر بضد ہیں کہ یہ کتاب صرف اللہ کی طرف سے ہے۔

انور نے قرآن کو عام دنیوی تحریر کی مانند سمجھا ہے۔ اگر وہ قرآن کے نزول کے تاریخی پس منظر اور اس کے تیئیس سالہ دورِ نزول کے مقصد پر غور کرتا تو ہر گز اس قسم کی تنقید نہ کرتا لیکن افسوس کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔ اسبابِ نزولِ قرآن اس کے فہم و ادراک میں نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ مسلم علماء نے اس موضوع پر کثیر علمی و تحقیقی کام کیا ہے۔ جب کبھی صحابہ کرام کو کسی معاملے میں ابہام یا مشکل پیش آتی تو وہ رسولِ اکرم ﷺ سے رہنمائی طلب کرتے اور اس کے جواب میں قرآن کی آیات نازل ہوتیں۔ اسی طرح وقت کے ساتھ ساتھ نئے مسائل سامنے آتے جن کے بارے میں واضح راہنمائی موجود نہ ہوتی تو اس موقع پر قرآن نازل ہوتا تاکہ انسانیت کو رہنمائی فراہم کی جاسکے۔ اس طرح قرآن کا تدریجی نزول، جو کہ تیئیس برس پر محیط ہے، دراصل اس لیے تھا کہ انسانی معاشرتی، اعتقادی اور اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں رہنمائی دی جاسکے اور انہیں درست راستہ دکھایا جاسکے۔

انور نے حضرت عمر کو تنقید کا خاص نشانہ بنایا ہے حالانکہ قرآنِ کریم میں بے شمار مقامات ایسے ہیں جہاں آیاتِ مقدسہ کا نزول مشرکینِ مکہ یا اہلِ کتاب کے سوالات کے جواب میں بھی ہوا ہے۔ اسی طرح بعض آیات کا حضرت عمر کی رائے اور مشورے کے مطابق نازل ہونا بھی اسبابِ نزول میں شمار کیا گیا ہے۔ تاہم اسلامی تاریخ میں کسی بھی معتبر مفسر یا محقق نے یہ نہیں کہا کہ یہ آیات حضرت عمر کی طرف منسوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہیں۔ لہٰذا انور کا یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے اور صرف اپنے قارئین کو گمراہ کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔

قرآن اور وید؛ سائنسی نظریات

[17] Shaikh, Islam: The Arab Imperialism, Cardiff, UK, Principality Publishers, 1998, p.60

انور کا اگلا اعتراض یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں کوئی نئی سائنسی حقیقت پیش نہیں کی گئی بلکہ یہ محض اُن قدیم سائنسی نظریات کو دُہراتا ہے جو ویدوں میں پائے جاتے ہیں۔ اپنے مؤقف کو واضح کرنے کے لیے وہ ان الفاظ میں اپنی رائے پیش کرتا ہے؛

> *"When we examine these Koranic statements, they reveal nothing new that may rank as evidence for the divine authority of the Koran."*[18]
>
> جب ہم ان قرآنی بیانات کا جائزہ لیتے ہیں تو ان میں کوئی ایسی نئی بات نظر نہیں آتی جسے قرآن کی الہامی حیثیت کے طور پر شمار کیا جا سکے۔

اپنے بیان کو ثابت کرنے کے لئے انور شیخ درج ذیل دلائل پیش کرتا ہے:

1۔ قرآنِ مجید میں سات آسمانوں کے وجود کا ذکر ہے۔ انور کا دعویٰ ہے کہ یہ تصور پیغمبرِ اسلام نے ویدوں سے اخذ کیا، کیونکہ ویدوں میں بھی سات آسمانوں کا ذکر موجود ہے۔[19]

2۔ قرآن یہ بیان کرتا ہے کہ تمام جاندار پانی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ انور کا الزام ہے کہ یہ آیت بھی ویدوں ہی سے ماخوذ ہے۔[20]

انور کا یہ بیان کہ قرآن میں کوئی نئی بات نہیں، ایک بے بنیاد الزام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن بار بار انسان کو کائنات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو اس امر پر روشنی ڈالتی ہیں کہ قرآن نے ایسے حقائق بیان کیے جو انسانی عقل و شعور کے لیے اُس وقت ناقابلِ تصور تھے۔

1۔ جدید سائنسی نظریہ بگ بینگ (Big Bang Theory) یہ بتاتا ہے کہ کائنات کا آغاز ایک عظیم ابتدائی غبارے (Primary Nebula) سے ہوا جو ایک زبردست دھماکے کے نتیجے میں پھٹا اور اس سے سورج، چاند، ستارے اور کہکشائیں وجود میں آئیں۔ قرآنِ مجید نے یہ تصور چودہ سو سال قبل پیش کر دیا تھا۔[21]

2۔ 1930ء کی دہائی میں ایڈون ہبل (Edwin Hubble) نے یہ نظریہ متعارف کروایا کہ کائنات ہر وقت پھیلتی چلی جا رہی ہے لیکن قرآن نے چودہ سو برس پہلے ہی اس حقیقت کو واضح کر دیا تھا۔[22]

3۔ قرآن نے چودہ سو سال قبل سورج اور چاند کی حرکت کا ذکر کیا[23] اور یہ حقیقت بیان کی کہ یہ اجسام جامد نہیں بلکہ مسلسل حرکت میں ہیں۔ اسی طرح قرآن چاند کے گھٹنے اور بڑھنے (waxing and waning) کا بھی ذکر کرتا ہے۔[24]

---

[18] Shaikh, The Vedic Civilisation, Cardiff, UK, Principality Publishers, 2003, p.218
[19] Anwar, The Vedic Civilisation, p.219
[20] Ibid, Rig Veda, Book.10, Hymn.149, Mantra.2

[21] القرآن، 30:21

[22] Ibid, 51:47 ; Hubble, Edwin, The Discoverer of the Big Bang Universe, New York, Cambridge University Press,1993, p.34 Ibid, 20:19, 27:61

[23] القرآن، 40:36

[24] ایضاً، 38:23-40

4۔ماضی میں اگرچہ یہ معلوم تھا کہ انسان نطفے سے تخلیق پاتا ہے لیکن انسانی جسم میں نطفے کی اصل جگہ کونسی تھی اس بارے میں حتمی طور پر کوئی نہ جانتا تھا۔ قرآن نے واضح کیا کہ نطفہ "صلب وترائب" یعنی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان سے پیدا ہوتا ہے۔[25] آج کے جدید طبی ماہرین اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں۔

5۔ جنین کی نشوونما کے مختلف مراحل کو قرآن نے اُس وقت بیان کیا جب عرب معاشرہ جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔ آج جدید میڈیکل سائنس نے ان مراحل کو تسلیم کیا ہے۔[26]

6۔ آج کے سائنسدان آبی چکر (water cycle) کو تسلیم کرتے ہیں لیکن قرآن نے چودہ صدیاں قبل ہی اس کے ساتھ بخارات (evaporation) کے عمل کو بھی بیان کر دیا تھا۔[27]

7۔ آج کی سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جب دو سمندر یا آبی ذخائر مختلف کثافت اور نمکیات کے ساتھ ملتے ہیں تو وہ آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔ قرآن نے اس حقیقت کو چودہ سو سال پہلے بیان کیا اور بتایا کہ دو سمندروں کے درمیان ایک پردہ ہے جو انہیں ایک دوسرے سے الگ رکھتا ہے۔[28]

ان مثالوں کے علاوہ قرآن میں اور بھی کئی سائنسی حقائق بیان ہوئے ہیں جن کا ویدوں میں کہیں کوئی ذکر نہیں۔

جاندار مخلوقات کا تصور

اگلا نکتہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ قرآنِ مجید میں جانداروں کی پیدائش کا ماخذ پانی کو قرار دینا دراصل رگ وید سے ماخوذ ہے۔ انور کے بیان کے مطابق رگ وید کا ایک منتر اس تصور کو یوں بیان کرتا ہے؛

> *"Well knoweth Savitar, O Child of Waters, where ocean, firmly fixt, o'erflowed its limit. Thence sprang the world, from that uprose the region: thence heaven spread out and the wide earth expanded."*[29]

> اے فرزندِ آب! سورج دیوتا ساوِتَرا اچھی طرح جانتا ہے کہ کہاں وہ سمندر، جو مضبوطی سے قائم تھا، اپنی حد سے باہر بہہ نکلا۔ اُسی سے یہ کائنات وجود میں آئی، اُسی سے خطّے نمودار ہوئے، اُسی سے آسمان پھیل گیا اور زمین وسعت اختیار کر گئی۔

[25] ایضاً،86:6-7

[26] ایضاً،22:5،23:12-14،39:6

[27] ایضاً،23:18،30:24،39:21،86:11

[28] ایضاً،20:19،27:61

[29] Rig Veda, Book.10, Hymn.149, Mantra.230

اس موضوع پر رگ وید کے بیان کا جائزہ لینے سے قبل مناسب ہو گا کہ ہم سب سے پہلے قرآنِ مجید کی ان آیات پر نگاہ ڈالیں جن میں پانی کو جملہ جانداروں کی تخلیق کی اصل قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں دو مقامات پر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ تمام جاندار پانی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ سورۂ انبیاء میں ارشاد ہوتا ہے

وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ [30]

اور ہم نے ہر پیکرِ حیات کی نمود پانی سے کی

مزید سورۃ النور میں ارشاد فرمایا؛

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [31]

اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا ہے، سو بعض ان میں سے اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں، اور بعض ان میں سے چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قرآنی آیات واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ تمام جاندار پانی سے پیدا کیے گئے، تاہم انور کے حوالے سے مذکورۂ رگ وید اس موضوع کا کوئی ذکر نہیں کرتی۔ رگ وید صرف آسمانوں اور زمین کی وسعت و پھیلاؤ کا ذکر کرتی ہے لیکن جانداروں کی پیدائش یا وجود میں آنے کے بارے میں کوئی روشنی نہیں ڈالتی۔ جدید سائنسی علم کے مطابق زمین جانداروں کے وجود سے قبل وجود میں آئی۔ اگرچہ رگ وید زمین کی مادی وسعت و پھیلاؤ کی وضاحت کرتی ہے، لیکن یہ جانداروں کی اصل یا ان کی پیدائش کے حوالے سے کسی معلومات کا حامل نہیں ہے۔

جوڑوں کی تخلیق

انور کا تیسرا استدلال قرآن کی ایک آیت پر مبنی ہے جو بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے۔ اُس کا دعوٰی ہے کہ یہ تصور رگ وید سے ماخوذ ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"Allah has created everything in pairs." The Muslim scholars place special emphasis on this verse, but without realizing that this is a reproduction of the Vedic assertion."[32]

اللہ نے ہر چیز کو جوڑوں میں پیدا کیا ہے۔ مسلمان علماء اس آیت پر خاص زور دیتے ہیں، لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ویدوں کے دعوے کا اعادہ ہے۔

---

[30] القرآن، 30:21

[31] ایضاً، 45:24

[32] Sheikh, The Vedic Civilisation, pp.2,20

رگ وید کے جس منتر کو انور نے اپنے دعوٰی کی دلیل بنایا ہے وہ درج ذیل ہے

"Even in the womb God Tvastar, vivifier shaping all forms, Creator made us consorts."[33]

یہ منتر انور کے استدلال کی حمایت نہیں کرتا۔ یہ صرف رحم (womb) کا ذکر کرتا ہے جو ایک عمومی سچائی ہے اور سب کو معلوم ہے کہ مرد و عورت دونوں رحم سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے ویدوں میں اس کا ذکر کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ اس کے برعکس، قرآن اس تصور کو زیادہ جامع اور مفصل انداز میں بیان کرتا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ [34]

پاک ہے وہ ذات جس نے سب چیزوں کے جوڑے پیدا کئے، ان سے بھی جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود اُن کی جانوں سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے۔

ایک اور مقام پر بھی قرآن اسی موضوع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔[35] قرآن کے مطابق ہر چیز جوڑا جوڑا پیدا کی گئی ہے جبکہ انور شیخ کے پیش کردہ رگ وید کے منتر میں صرف انسانی جوڑوں کا ذکر ہے۔ ویدوں کے برخلاف قرآن یہاں تک بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ہی روح (جان) سے پیدا کیا اور اس کے ذریعے جوڑے بنائے پھر باقی دنیا کو اسی اصول کے تحت وجود بخشا۔[36]

سات آسمانوں کا تصور

انور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ قرآنِ مجید نے سات آسمانوں کے تصور کو بھی رگ وید سے اخذ کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ اس کا ایک حوالہ پیش کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر اپنا مؤقف قائم کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے

"Ruler, whose bright far−seeing rays, pervading all three earths, have filled the three superior realms of heaven. Firm is the seat of Varuna."[37]

وہ حاکم جس کی روشن اور دور رس کرنیں تینوں زمینوں میں پھیل گئی ہیں اور آسمان کے تین بلند تر طبقات کو بھر دیا ہے۔ ورن (Varuna) کا تخت ثابت و قائم ہے۔

رگ وید کے یہ الفاظ نہ صرف سات آسمانوں کا ذکر کرنے سے قاصر ہیں بلکہ چاروں ویدوں میں سے کسی میں بھی سات آسمانوں کا تذکرہ موجود نہیں۔ انور کا پیش کردہ بیان محض تین زمینوں اور ایک ہی آسمان کی تین سلطنتوں کا ذکر کرتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہی رگ وید کا بیان انور کے دعوے

[33] Rig Veda, Book.10, Hymn.10, Mantra.5

[34] القرآن، 36:36

[35] ایضاً، 49:51

[36] ایضاً، 189:7

[37] Rig Veda, Book.8, Hymn.41, Mantra.9

کی نفی کرتا ہے کیونکہ اس میں سات نہیں بلکہ صرف تین آسمانوں کا بیان ہے۔ رگ وید کا سورج دیوتا "ساوِتر" سے متعلق بیان بھی اسی تصور کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ رگ وید میں لکھا ہے کہ:

> *"Three heavens there are; two Savitar's, adjacent: in Yama's world is one, the home of heroes, As on a linch−pin, firm, rest things immortal."*[38]

تین آسمان ہیں؛ دو ساوِتر (Savitar) کے، جو ایک دوسرے کے قریب ہیں: یما (Yama) کی دنیا میں ایک ہے، جو بہادروں کا مسکن ہے، جیسے ایک کلائی کی طرح مضبوط اور باقیاتِ غیر فانی اس پر قائم ہیں۔

مزید ساوِتر کے بارے میں لکھا ہے کہ

> *"Savitar thrice surrounding with his mightiness mid−air, three regions, and the triple sphere of light, Sets the three heavens in motion and the threefold earth, and willingly protects us with his triple law."*[39]

"ساوِتر (Savitar) اپنی عظمت کے ساتھ ہوا میں تین مرتبہ گھومتا ہے، تین علاقے اور روشنی کے تین گُنے دائروں کو حرکت دیتا ہے، تین آسمانوں اور تین جہتی زمین کو قائم کرتا ہے، اور اپنی تین گُنی شریعت کے ذریعے خوش دلی سے ہماری حفاظت کرتا ہے۔

رگ وید کا یہ بیان ویدی کائناتی فلسفے میں ساوِتر کی قوت اور اس کے انتظامی کردار کو واضح کرتا ہے، کہ وہ کائنات کے تین جہانوں اور زمین کے توازن و حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

مزید برآں، دیوتا وَرُونا (Varuna) کے بارے میں یہ لکھا گیا ہے کہ تین آسمان اسی کی بدولت وجود میں آئے ہیں۔ چناچہ لکھا ہے کہ:

> *"On him three heavens rest and are supported, and the three earths are there in sixfold order. The wise King Varuna hath made in heaven that Golden Swing to cover it with glory."*[40]

اس کے اُوپر تین آسمان ٹکے ہوئے ہیں اور برقرار ہیں، اور تین زمینیں چھ گُنے ترتیب میں موجود ہیں۔ حکمت والے بادشاہ وَرُونا نے آسمان میں وہ سنہری جھولا بنایا تاکہ اسے جلال و عظمت سے ڈھانپ سکے۔

[38] Ibid, Book.1, Hymn.35, Mantra.6
[39] Ibid, Book.4, Hymn.53, Mantra.5
[40] Ibid, Book.5, Hymn.87, Mantra.5

درج بالا بیان بھی ویدی کائناتی تصور میں ورُونا کے کردار، آسمانوں اور زمینوں کی ساخت اور اس کے عظمت و جلال کو واضح کرتا ہے۔ اسی طرح دیوتا پراجنا (Prajna) کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اس کے وجود میں تمام چیزیں اور تین آسمان موجود ہیں۔ تمام جاندار اپنی موجودگی اسی میں پاتے ہیں۔ نیز تین آسمانوں میں تین گُنی بہتی ہوئی پانی کی روانیاں بھی ہیں۔ اس کے گرد تین حوض اپنی دولت اور میٹھے بہاؤ کے ساتھ لہلہاتے ہیں۔

مندرجہ بالا بیانات میں تین دیوتاؤں کا ذکر ہے، ساوتر، وَرونا اور پراجنا۔ ان تینوں کے ساتھ تین آسمانوں کا ذکر ہے۔ اگر تینوں کی الگ الگ تین آسمانوں پر حکومت ہے تو اس حساب سے آسمانوں کی تعداد نو بنتی ہے۔ بصورتِ دیگر ان دیوتاؤں کے ساتھ تین آسمانوں کا ہی ذکر ہوا ہے۔ لہٰذا، انور شیخ کا ذاتی استدلال اس کے مؤقف کو مکمل طور پر ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔

حاصل کلام

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے اور اللہ نے تمام انسانوں کو یہ چیلنج دیا ہے کہ اگر انہیں اس کے نزول پر کوئی شک ہے تو وہ اس جیسی کوئی کتاب پیش کریں۔ یہی قرآن کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ یہ ایک طرف اخلاقی تعلیمات پر مبنی ایک مقدس کتاب ہے اور دوسری طرف بلاغت و فصاحت کی ایک شاندار مثال جو حضرت محمد ﷺ نے دنیا کے لیے پیش کی۔ جدید علوم کی دریافتوں میں سے کوئی بھی اسلامی اصولوں اور عقائد کے خلاف نہیں ہے۔ اس تناظر میں طبیعیات، سائنسی قوانین اور قرآن کی تعلیمات میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ قرآنِ مجید کی بعض تعلیمات میں ویدی روایات کے بعض تصورات سے ظاہری یا جزوی مشابہت محسوس ہوتی ہے، تاہم محض اس مشابہت کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ قرآن ویدوں سے ماخوذ ہے۔ قرآن کے مفاہیم کو درست طور پر سمجھنے کے لیے صرف عربی زبان کا علم کافی نہیں بلکہ تفسیر، حدیث، تاریخ، علومِ قرآن، اصولِ استنباط اور دیگر متعلقہ علوم سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ جو لوگ قرآن کے پیغام کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں سے بعض ان بنیادی علمی مباحث اور ان کے اصولوں سے ناواقف ہونے کے باعث محدود معلومات اور شخصی عقل و فہم کو معیار بنا لیتے ہیں۔ نتیجتاً وہ قرآنی آیات کے مفہوم کا درست ادراک نہیں کر پاتے اور بعض اوقات خود بھی غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی ایسے نتائج کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جو علمی تحقیق کے معیار پر پورے نہیں اترتے۔ یہی صورت حال انور شیخ کے ساتھ بھی پیش آئی۔ اُس نے قرآن اور ویدوں کا تقابلی مطالعہ کیا، اپنی نامکمل عقل سے نتائج اخذ کیے، اور اپنے نتائج کو ارتداد کے موقف میں تبدیل کر دیا۔ لہٰذا قرآن اپنی جگہ ثابت و ناقابلِ تغیر ہے مگر صرف وہی لوگ اس سے غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں جو اسے محدود ادراک اور مطالعے کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔